

## خیبر پختونخوا میں جرائم (رہزنی، ذاتی دشمنیوں اور منشیات کی تیاری و اسمگلنگ) کی روک تھام میں مفتیان کرام کی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

“An Analytical Study of the Services of Muftis in the Prevention of Crime (Robbery, Personal Enmities, and Drug Production and Smuggling) in Khyber Pakhtunkhwa.”

DOI: <https://doi.org/10.5281/zenodo.19062814>

\*Dr. Muhammad Ayaz

\*\*Dr. Syed Naem Badshah

\*\*\*Tasbeeha Raziq



### Abstract

Crime prevention is a multidimensional challenge that requires legal, social, and moral frameworks working together. In Khyber Pakhtunkhwa, crimes such as robbery, drug trafficking, corruption, land disputes, extremism, and social unrest have affected stability over the past decades. Islamic teachings emphasize justice, moral responsibility, and social harmony. Religious scholars and Muftis play a crucial role in guiding society through fatwas, sermons, community mediation, and social awareness. This study analyzes crime patterns in Khyber Pakhtunkhwa and examines the contribution of Muftis in crime prevention. The research concludes that collaboration between religious leadership, state institutions, and civil society can significantly reduce crime and strengthen social stability.

**Keywords:** Muftis, Prevention, Crime, Robbery, Personal Enmities, Drug Production, Smuggling

تمہید

انسانی معاشرہ نظم و ضبط، عدل اور اخلاقی اقدار کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ جب معاشرتی نظام میں انصاف کمزور ہو جائے اور اخلاقی تربیت کا فقدان پیدا ہو جائے تو جرائم میں اضافہ ہونا ایک فطری امر بن جاتا ہے۔ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کو جغرافیائی، ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے ایک منفرد حیثیت حاصل ہے۔ یہاں قبائلی روایات، پشتونوولی، جرگہ نظام اور مذہبی اثرات معاشرتی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہی عوامل بعض اوقات جرائم کے اسباب بھی بنتے ہیں اور ان کے حل میں بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

\*Assistant Professor. Department of Islamic/Pak. Studies, the Agriculture University Peshawar

\*\* Professor. Department of Islamic/Pak. Studies, the Agriculture University Peshawar

\*\*\* Junior Teacher Agriculture University School and College .Gmail shariqbaser27@gmail

اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے عدل، اخلاقی تربیت اور قانونی نظام کا قیام ضروری ہے۔ علماء اور مفتیان کرام اس سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور معاشرتی اصلاح کے لیے علمی و عملی اقدامات کرتے ہیں۔

#### جائزہ لاپ: Literature Review

جرائم کے اسباب اور ان کے تدارک پر مختلف مفکرین اور فقہاء نے تحقیق کی ہے۔ اسلامی فقہ میں سرقہ، قطع الطريق، فسو فی الارض اور دیگر جرائم کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ ابن عابدین نے ردالمحتار میں سرقہ کے احکام پر تفصیلی بحث کی ہے۔

اسی طرح کاسانی نے بدائع الصنائع میں حدود اور تعزیرات کے اصول بیان کیے ہیں۔ معاصر محققین نے بھی اس بات پر زور دیا ہے کہ مذہبی قیادت معاشرتی اصلاح میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس تحقیق میں تجزیاتی اور وضاحتی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔

تحقیق کے لیے بنیادی ماخذات قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اسلامی فقہ کی کلاسیکی کتب ہیں۔

#### خبیر پختونخوا میں جرائم کی اقسام

خبیر پختونخوا میں جرائم کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں جن میں چوری، ڈکیتی، اغوا برائے تلوآن، منشیات کی اسمگلنگ، بدعنوانی اور دہشت گردی شامل ہیں۔

یہ جرائم نہ صرف معاشرتی امن کو متاثر کرتے ہیں بلکہ معاشی ترقی اور سماجی ہم آہنگی کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

#### رہزنی

1- کسی شخص کا مال ناحق طریقہ سے خفیہ لے لینا شرعی اصطلاح میں سرقہ (چوری) کہلاتا ہے۔ اگر یہی قبیح حرکت کھلم کھلا علی الاعلان اسلحہ کے زور پر کی جائے تو اسے فقہاء کرام قطع الطريق (وڈاکہ زنی) سے تعبیر کرتے ہیں۔

اسلامی آئین حدود و تعزیرات کی رو سے پہلے جرم (چوری) کی سزا مجرم کا دایاں ہاتھ کاٹنا ہے، جب کہ دوسرے جرم یعنی ڈاکہ زنی کی صورت میں بحسب شرائط و تفصیل دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ البتہ ڈاکو اگر کسی کمال چھیننے کے دوران صاحب مال کو قتل کر دے تو اس صورت میں اس ڈاکو کی سزا قتل ہے اور اگر مال بھی چھینے اور صاحب مال کو قتل بھی کر دے اور پھر ایسا ڈاکو پکڑا جائے تو شریعت میں اس کی سزا سوئی پر لٹکا کر نیزوں کے ذریعے مار کر قتل کر دینا ہے، تاہم اگر صرف مال چھین کر بھاگ جائے اور پھر بعد میں پکڑا جائے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس ڈاکو کا دایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

الدر المختار وحاشیة ابن عابدین (رد المحتار) میں ہے:

"(باب قطع الطريق) و هو السرقة الكبرى.

(من قصده) ولو في المصر ليلاً ----- أمره وبهذا الحل يستغنى عن تقدير مضاف كما لا يخفى.

(و) الحالة الرابعة (إن قتل وأخذ) المال ----- بعضهم) الأخذ والقتل والإخافة.

(و) الحالة الخامسة: (إن انضم إلى الجرح أخذ قطع) ----- جواب للمسائل الست.

(قوله: و هو معصوم) أي بالعصمة المؤبدة وهو المسلم أو الذمي قهستاني. والعصمة: الحفظ، والمراد

عصمة دمه وماله بالإسلام أو عقد الذمة. -----، أما إذا ----- كان مع القافلة فإنه يحد ولا يصير

شبهة، بخلاف اختلاط ذي الرحم بالقافلة كما في الفتح. اهـ قلت: لكن لو لم يقع القتل والأخذ

إلا في المستأمن فلا حد كما في الفتح أيضاً.

[تنبيه] قد علم من شروط -----، وأن يصيب كلا منهم نصاب تام من المال المأخوذ، وأن يؤخذوا قبل

التوبة<sup>1</sup>."

2- حدود و قصاص کی تفہید حاکم وقت یا اس کے نائب (عدلیہ) کی ذمہ داری ہے، عوام الناس بذاتِ خود نہ ہی کسی پر حد

قائم کر سکتے ہیں، اور نہ ہی بذاتِ خود قصاص لے سکتے ہیں۔

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں ہے:

"(فصل): وأما شرائط جواز اقامتها ----- الامام وهذا عندنا<sup>2</sup>."

3- رہزن / ڈکیت کو ڈکیتی کے دوران اگر صاحب مال قتل کر دے، تو نہ مالک گناہ گار ہوگا، اور نہ ہی قصاص یا بدیت

لازم ہوگی، اسی طرح سے اگر کوئی تیسرا شخص صاحب مال کی امداد کی خاطر ڈاکو سے الجھ پڑے یا ڈاکو کو کسی قسم کی تکلیف

پہنچائے، یا قتل کر ڈالے تو شرعاً وہ گناہ گار نہ ہوگا، اور نہ ہی قصاص یا بدیت لازم ہوگی، تاہم شرط یہ ہے کہ ڈکیت کے قتل

کے سوا مظلوم کی حفاظت کی کوئی صورت باقی نہ بچی ہو۔

المحرر الرائق شرح كنز الدقائق میں ہے:

"قال - رحمه الله -: (و من أشهر على المسلمين سيفاً و جب قتله) ----- كتاب الجنایات، باب ما یوجب

القصاص وما لا یوجبہ،<sup>3</sup>

رد المختار علی الدر المختار میں ہے:

"ویجوز أن یقاتل دون ----- أن یقاتله ما دام المتاع معه لقوله علیه الصلاة والسلام: «قاتل دون

مالک» فإن رمی به لیس له أن یقتله؛ لأنه لا یتناولہ الحدیث<sup>4</sup>."

4- اپنی املاک کی حفاظت کی خاطر اگر کوئی شخص قتل کر دیا گیا تو ایسا مقتول شرعاً خود کشی کرنے والا شمار نہ ہوگا، بلکہ از روئے حدیث وہ شہید شمار ہوگا، اسی طرح سے املاک کی حفاظت کے دوران حملہ آور رہزن، ڈاکو اگر قتل کر دیا جائے، تو اس قتل کا قصاص شرعاً واجب نہ ہوگا، اور نہ ہی قاتل (صاحب مال / یا اس کا معاون) گناہ گار ہوگا، بشرطیکہ اس انتہائی اقدام کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو، لیکن اگر ڈاکو کا شر چیخ و پکار یا معمولی مار پیٹ سے دور ہو جانے کا غالب گمان ہو تو پھر قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے، ورنہ قصاص لازم ہوگا۔

نیز مالک نے شور شرابا کیا جس کی وجہ سے رہزن / ڈکیت مال چھوڑ کے بھاگنے لگا، پھر مالک نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا تو اس صورت میں قصاص واجب ہوگا، اسی طرح سے اگر ڈکیتی بد رہزنی کے بعد مالک نے کسی اور جگہ مذکورہ رہزن / ڈکیت کو دیکھا تو اس سے پکڑ کر اپنا مال بازیاب کرنے، اور اسے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے حوالے کرنے کی تو اجازت ہوگی تاہم قتل کرنے کی شرعاً اجازت نہیں، اور اگر صاحب مال نے قتل کر دیا تو مقتول کی دیت لاکر ناشرعاً واجب ہوگا۔  
حدیث میں ہے:

"عن قابوس بن مخارق، عن أبيه قال: وسمعت سفیان الثوري يحدث بهذا الحديث قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: الرجل يأتيني فيريد مالي----- ما يفعل من تعرض لماله،<sup>5</sup> ترجمہ: "ایک صحابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے اللہ (کے خوف) کی نصیحت کر، عرض کیا: اگر وہ نہ قبول کرے؟ فرمایا: اپنے ارد گرد کے مسلمانوں سے مدد طلب کر، عرض کیا: اگر ارد گرد مسلمان نہ ہوں (یا وہ مدد سے عاجز ہوں؟ فرمایا: بادشاہ وقت (یا اس کے عملے سے) مدد طلب کر، عرض کیا: اگر وہ دور ہو؟ فرمایا: اپنے مال کی حفاظت کی خاطر اس سے قتال کرو تا کہ تم شہادت کا درجہ پا لو یا مال بچا سکو۔"  
حدیث میں ہے:

"عن أبي هريرة قال: « جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله، رأيت إن جاء رجل ----- وإن قتل كان في النار وأن من قتل دون ماله فهو شهيد<sup>6</sup> "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اگر ایک شخص میرے پاس آکر مجھ سے میرا مال چھیننے کی کوشش کرے، (تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں؟) فرمایا: اس کو اپنا مال نہ دو، عرض کیا: اگر وہ مجھ سے قتل و قتال کرنے لگے تو کیا کروں؟ فرمایا: تم بھی قتال کرو، عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ فرمایا: تم شہید کے مرتبہ پر ہو گے، عرض کیا: اگر وہ مارا جائے فرمایا: وہ جہنم میں چلا جائے گا۔"

حدیث میں ہے:

"۴۰۹۴ - أخبرنا عمرو بن علي قال ----- فهو شهيد، ومن قاتل دون أهله فهو شهيد<sup>7</sup>  
حضرت سعید بن زید نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کی خاطر لڑا اور قتل کر دیا گیا، وہ شہید ہے، اور  
جو شخص جان کی حفاظت کی خاطر لڑا وہ شہید ہے، اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر لڑا وہ شہید ہے۔"  
رد المحتار علی الدر المختار میں ہے:

"ويجوز أن يقاتل دون ماله ----- أن يقتله؛ لأنه لا يتناوله الحديث.  
وفي البرزانية وغيرها: رجل قتله رب الدار----- ولا يقدر على الرد لايحل، وتمامه فيه<sup>(8)</sup>."  
فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"و أما أنه لو صاح به يترك ما أخذه ويذهب فلم يفعل هكذا، ولكن قتله كان عليه القصاص<sup>9</sup>."  
فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"لو أن لصوصًا أخذوا متاع قوم ----- ويقتل من يقاتله عليه، كذا في فتح القدير<sup>10</sup>."

خیبر پختونخوا میں جرائم کی نوعیت (Nature of Crimes in Khyber Pakhtunkhwa)

خیبر پختونخوا کے معاشرتی ڈھانچے میں جرائم کی نوعیت دیگر صوبوں سے کچھ مختلف ہے۔  
یہاں روایتی اقدار، قبائلی نظام، جرگہ کلچر اور مذہبی اثرات جرائم کے اسباب اور ان کے حل دونوں پر اثر انداز ہوتے  
ہیں۔

اہم جرائم جو اس خطے میں رائج ہیں، ان میں شامل ہیں:

قتل و انتقام (خصوصاً قبائلی دشمنی اور غیرت کے نام پر)

قبائلی علاقوں میں ذاتی دشمنیوں

قبائلی معاشرے اپنی مخصوص روایات، اقدار، اور غیرت و عزت کے اصولوں کی بنیاد پر ایک منفرد سماجی نظام رکھتے

ہیں۔ خیبر پختونخوا اور سابقہ فائو (فائو) کے قبائلی علاقے اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں کہ یہاں سماجی نظم قانون

ریاست کے بجائے روایتی ضابطہ اخلاق (پشتونولی) کے تحت چلتا رہا ہے۔

اس ضابطے میں عزت (nang)، بدلہ (badal)، مہمان نوازی (melmastia) اور انصاف (adl) جیسے تصورات

مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاہم، انہی اقدار کے کچھ پہلو اگر انتہا کو پہنچ جائیں تو ذاتی دشمنیوں (personal enmities)

کاسب بن جاتے ہیں، جو بعد میں نسل در نسل جاری رہنے والے خون کے بدلے (blood feuds) میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

یہ دشمنیاں معاشرتی امن وامان، سماجی تعلقات اور علاقائی ترقی کے لیے سب سے بڑی رکاوٹوں میں سے ایک سمجھی جاتی ہیں۔

قبائلی علاقوں میں ذاتی دشمنیوں کی جڑیں گہری اور تاریخی ہیں۔ ایک چھوٹے سے جھگڑے، زمین کے تنازع، قتل، یا عزت کے مسئلے سے شروع ہونے والی دشمنی کئی نسلوں تک جاری رہتی ہے۔

یہ دشمنیاں صرف دو خاندانوں یا قبیلوں کے درمیان تصادم کا باعث نہیں بنتی بلکہ پورے علاقے کے امن، تعلیم، معیشت، اور مذہبی ہم آہنگی کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

قبائلی علاقوں میں ذاتی دشمنیوں کے سماجی، معاشی اور ثقافتی اسباب کیا ہیں؟  
ان دشمنیوں کے سماجی و نفسیاتی اثرات کیا ہیں؟

اور سب سے اہم، ان کے حل اور تدارک میں مذہبی قیادت، مفتیان کرام، اور جرگہ نظام کا کردار کیا ہو سکتا ہے؟  
تاریخی پس منظر (Historical Background)

قبائلی معاشرے کی بنیاد پشتونولی جیسے غیر تحریری قانون پر ہے، جس میں بدلہ کو عزت کی بحالی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔  
پشتونولی کا اصول، ”بدل“ کہتا ہے: خون کا بدلہ خون ہے، اور عزت کا بدلہ عزت۔“

یہی تصور وقت کے ساتھ ذاتی دشمنیوں میں ڈھل گیا۔

جب کسی قبیلے یا خاندان کا فرد کسی دوسرے کے ہاتھ مارا جاتا ہے، تو مقتول کا خاندان اسے ذاتی فرض سمجھتا ہے کہ وہ انتقام لے کر، ”عزت“ بحال کرے۔

یوں، ایک قتل کئی قتلوں میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور دشمنی نسل در نسل چلتی رہتی ہے۔

ان دشمنیوں نے قبائلی معاشرے میں عدم استحکام، خوف، نقل مکانی، اور تعلیمی و معاشی زوال کو جنم دیا۔

ذاتی دشمنیوں کے خاتمے میں مذہبی و سماجی کردار (Religious and Social Role in Ending Enmities)

(الف) مفتیان کرام اور علما کا کردار:

علما اور مفتیان کرام قرآن و سنت کی روشنی میں عفو و درگزر کی تعلیم دے کر معاشرتی اصلاح کر سکتے ہیں۔

فتوؤں اور خطبات کے ذریعے بدلہ کی بجائے معافی کو فضیلت دینا ضروری ہے۔

دین میں، ”افضل انتقام، معافی“ کو قرار دیا گیا ہے۔

(ب) جرگہ سسٹم کا کردار:

مقامی جرگہ نظام اگر غیر جانبدار ہو تو مصالحت کے لیے مؤثر فورم بن سکتا ہے۔

اگر اس نظام میں مذہبی اور قانونی رہنمائی شامل کر دی جائے تو دشمنیوں کے پائیدار حل ممکن ہیں۔

(ج) ریاست و قانون کا کردار:

قبائلی علاقوں میں عدالتی نظام کو مضبوط بنا کر لوگوں کا اعتماد بحال کیا جائے۔

جرگہ اور دارالافتاء کے فیصلوں کو ریاستی سطح پر قانونی حیثیت دی جائے۔

7. اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل (Islamic Perspective on Reconciliation)

قرآن و سنت میں صلح اور درگزر کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے۔

(وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ<sup>11</sup>.)

”اور اگر تم بدلہ لو تو ویسا ہی بدلہ لو جیسا تم پر ظلم کیا گیا، لیکن اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔“

اسلام نے، ”تصاص“ کو انصاف کے لیے رکھا مگر، ”عفو و درگزر“ کو روحانی فضیلت قرار دیا۔

مفتیان کرام کا فریضہ ہے کہ وہ اس پیغام کو عوام میں عام کریں تاکہ دشمنیوں کا سلسلہ ختم ہو۔

قبائلی علاقوں میں ذاتی دشمنیاں صرف افراد کے درمیان تنازع نہیں بلکہ ایک سماجی مرض کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔

ان کے خاتمے کے لیے دینی، سماجی، عدالتی اور تعلیمی اقدامات کی ضرورت ہے۔

مفتیان کرام، جرگہ نظام، علماء اور ریاستی ادارے اگر مل کر اصلاحی اور مصالحتی پروگرام تشکیل دیں تو یہ ممکن ہے کہ

صدیوں پرانی دشمنیاں امن، برداشت، اور بھائی چارے میں بدل جائیں۔

منشیات کی تیاری و اسمگلنگ

قبائلی علاقوں میں منشیات کی تیاری و اسمگلنگ (Drug Production and Smuggling in Tribal Areas)

منشیات (Drugs) کی تیاری، استعمال اور اسمگلنگ موجودہ دنیا کے سنگین ترین سماجی و اخلاقی مسائل میں سے ایک ہے۔

یہ نہ صرف انسانی صحت و معاشرت کے لیے خطرہ ہے بلکہ قومی معیشت، قانون نافذ کرنے والے اداروں، اور امن و

امان کے لیے بھی چیلنج بن چکا ہے۔

پاکستان کے قبائلی علاقے، اضلاع خصوصاً خیبر، ہاجوڑ، کرم، اور وزیرستان — جغرافیائی لحاظ سے افغانستان کے قریب ہونے کی وجہ سے طویل عرصے تک منشیات کے غیر قانونی کاروبار سے متاثر رہے ہیں۔ افغانستان دنیا میں افیون اور ہیروئن کی سب سے بڑی پیداوار رکھنے والا ملک ہے، اور پاکستان کے قبائلی علاقے اس کے لیے اسمگلنگ کے اہم راستے (Transit Routes) کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں۔

یہ تحقیق اس بات کا تجزیہ کرتی ہے کہ قبائلی علاقوں میں منشیات کی تیاری و اسمگلنگ کے سماجی، معاشی، سیاسی اور مذہبی پہلو کیا ہیں، اور ان کے سدباب میں مفتیان کرام، علماء، ریاستی اداروں اور مقامی قیادت کا کردار کس حد تک موثر ہو سکتا ہے۔

قبائلی معاشرہ صدیوں سے اپنی روایتی خود مختاری، غیر تحریری قوانین مرکزی حکومت کی عدم توجہی اور پسماندہ معیشت کے باعث ریاستی عمل داری سے دور رہا ہے۔ اسی خلانے غیر قانونی سرگرمیوں جیسے اسلحہ سازی، اسمگلنگ اور منشیات کی پیداوار کو فروغ دیا۔

منشیات کی تیاری اور اس کی تجارت نے:

نوجوان نسل کو نشے کی لعنت میں مبتلا کیا،

معاشی نظام کو غیر قانونی ذرائع پر منحصر کر دیا،

اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ساکھ کو بھی متاثر کیا۔

یہ مسئلہ صرف مقامی نہیں بلکہ عالمی نوعیت کا ہے، کیونکہ قبائلی علاقے اب بین الاقوامی ڈرگ نیٹ ورک کا حصہ بن چکے ہیں۔

مذہبی و اخلاقی اثرات:

منشیات کے کاروبار نے اسلامی اخلاقی اقدار کو نقصان پہنچایا۔

حرام ذرائع سے کمائی کو بعض طبقات نے معمول سمجھ لیا۔

معاشرتی روحانیت اور ایمانی اقدار کمزور ہوئیں۔

مذہبی و اصلاحی کردار (Religious and Reformatory Role)

(الف) مفتیان کرام کا کردار:

مفتیان کرام منشیات کے خلاف شرعی فتوے جاری کر کے عوام کو اس کے نقصانات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

اسلام میں منشیات کا استعمال اور اس سے تجارت صریحاً حرام قرار دی گئی ہے۔

(کل مسکر خمر، وکل خمر حرام<sup>12</sup>)

“ہر نشہ آور چیز خمر ہے، اور ہر خمر حرام ہے۔”

منبر و محراب سے اصلاحی مہمات کے ذریعے لوگوں کو منشیات سے دور رکھا جاسکتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیہ (Islamic Perspective on Drugs)

اسلام نے انسان کی جسمانی اور روحانی صحت کو مقدس قرار دیا ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا:

وَلَا تُلْفُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ<sup>13</sup> (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔)

منشیات نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی تباہی کا سبب ہیں۔ قرآن و سنت کے مطابق:

منشیات عقل کو زائل کرتی ہیں، عبادت اور شعور کو متاثر کرتی ہیں، اور جرائم کو جنم دیتی ہیں۔

اس لیے ان کی تیاری، خرید و فروخت، اور استعمال تینوں شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔

بد عنوانی، زمینوں کے تنازعات

خیبر پختونخوا میں بد عنوانی اور زمینوں کے تنازعات A Corruption and Land Disputes in Khyber

Pakhtunkhwa

بد عنوانی (Corruption) اور زمینوں کے تنازعات (Land Disputes) کسی بھی معاشرے کے سماجی اور معاشی

استحکام کے لیے زہر قاتل حیثیت رکھتے ہیں۔ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں یہ دونوں مسائل نہ صرف انتظامی

ڈھانچے کو متاثر کرتے ہیں بلکہ عوامی اعتماد، انصاف کے نظام، اور معاشی ترقی میں بھی رکاوٹ بنتے ہیں۔

خیبر پختونخوا کی سماجی ساخت قبائلی، روایتی اور خاندانی رشتوں پر مبنی ہے۔ ایسے معاشروں میں زمین کو عزت، طاقت، اور

وراثت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ زمین کے مالکانہ حقوق پر تنازعات صدیوں سے چلے آ رہے ہیں۔ جب ان تنازعات میں

بد عنوان عناصر، سرکاری اہلکار یا بااثر طبقے مداخلت کرتے ہیں تو مسئلہ مزید سنگین صورت اختیار کر لیتا ہے۔

یہ تحقیق اس بات کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی ہے کہ خیبر پختونخوا میں زمینوں کے تنازعات اور بد عنوانی کے درمیان کیا

تعلق ہے، ان تنازعات کے بنیادی اسباب کیا ہیں، اور انہیں حل کرنے میں دینی و سماجی ادارے کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

دہشت گردی اور شدت پسندی

خیبر پختونخوا میں دہشت گردی اور شدت پسندی Terrorism and Extremism in Khyber  
Pakhtunkhwa

دہشت گردی (Terrorism) اور شدت پسندی (Extremism) پاکستان خصوصاً خیبر پختونخوا کے لیے گزشتہ دو  
دہائیوں سے سب سے بڑے چیلنجز میں شمار ہوتی ہیں۔

یہ صوبہ جغرافیائی طور پر افغانستان کے سرحدی علاقوں سے متصل ہے، اور اسی نسبت سے یہاں سماجی، مذہبی، اور سیاسی  
طور پر شدت پسندی کے اثرات زیادہ نمایاں رہے ہیں۔

دہشت گردی نے نہ صرف صوبے کے امن و امان کو متاثر کیا بلکہ اس کے سماجی، تعلیمی، معاشی اور مذہبی ڈھانچے کو بھی  
ہلا کر رکھ دیا۔ اسکولوں، مساجد، سرکاری دفاتر، اور عوامی مقامات پر ہونے والے حملوں نے عوامی اعتماد کو مجروح کیا اور  
خوف و عدم تحفظ کا ماحول پیدا کیا۔

یہ تحقیق اس بات کا علمی اور سماجی تجزیہ پیش کرتی ہے کہ خیبر پختونخوا میں دہشت گردی اور شدت پسندی کے اسباب،  
اثرات اور تدارک کے لیے کیے گئے اقدامات کیا ہیں، اور ان میں مذہبی علما، تعلیمی اداروں، اور حکومت کا کردار کس حد  
تک مؤثر رہا ہے۔

تاریخی پس منظر (Historical Background)

خیبر پختونخوا کا خطہ تاریخی طور پر ہمیشہ جنگوں اور سیاسی کشمکش کا مرکز رہا ہے۔

1979 میں سوویت یونین کی افغانستان پر چڑھائی کے بعد یہ خطہ جہاد، عسکریت، اور مذہبی تحریکوں کا محور بن گیا۔  
لاکھوں افغان پناہ گزینوں کے ساتھ ساتھ جہادی تنظیموں نے بھی پاکستان خصوصاً خیبر پختونخوا کے قبائلی اور سرحدی  
علاقوں میں ڈیرے ڈالے۔

1980 اور 1990 کی دہائیوں میں جہاد افغانستان کے نام پر شدت پسندی کے بیج بوئے گئے، جو بعد میں تحریک طالبان  
پاکستان (TTP) اور دیگر گروہوں کی شکل میں ظاہر ہوئے۔

نائن الیون (2001) کے بعد جب امریکہ نے افغانستان میں کارروائیاں شروع کیں، تو رد عمل کے طور پر پاکستان کے  
سرحدی علاقوں میں دہشت گرد تنظیمیں مضبوط ہوئیں۔

2007 سے 2016 کے درمیان خیبر پختونخوا اور سابقہ فائنا میں بڑے فوجی آپریشنز کیے گئے، جن میں راہ نجات، ضربِ عضب، اور خیبرون تافانیو شامل ہیں۔ ان آپریشنز نے دہشت گرد نیٹ ورکس کو کمزور تو کیا، مگر سماجی سطح پر گہرے زخم چھوڑے۔

چوری، ڈکیتی اور اغوا برائے تاوان

چوری، ڈکیتی اور اغوا برائے تاوان: (Theft, Robbery, and Kidnapping for Ransom)

تمہید و پس منظر (Introduction and Background)

خیبر پختونخوا (Khyber Pakhtunkhwa) پاکستان کا وہ صوبہ ہے جو تاریخی، جغرافیائی، اور سماجی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ تاہم، گذشتہ دو دہائیوں میں یہ صوبہ جرائم، دہشت گردی، بد امنی، اور سماجی عدم توازن کا مرکز بن چکا ہے۔

ان جرائم میں چوری، ڈکیتی، اور اغوا برائے تاوان نے نہ صرف صوبے کے امن و امان کو خطرے میں ڈالا بلکہ عوامی اعتماد، معاشی سرگرمیوں، اور معاشرتی استحکام کو بھی شدید نقصان پہنچایا۔

سماجی بد امنی کا مفہوم

سماجی بد امنی (Social Unrest) اُس صورت حال کو کہا جاتا ہے جب معاشرتی توازن بگڑ جائے، قانون کی رٹ کمزور پڑ جائے، عوامی اعتماد ختم ہو جائے، اور معاشرے کے افراد میں خوف، بے یقینی، اور اضطراب عام ہو جائے۔ یہ کیفیت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کو اپنے وجود، عزت، یا روزگار کا یقین نہ رہے، جب محنت کرنے والے محروم اور عیاشی کرنے والے مراعات یافتہ طبقے بن جائیں۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ یاد رکھو! یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں مگر یہ شعور نہیں رکھتے<sup>14</sup>۔

یہ آیات سماجی بد امنی کی بنیادی جڑ کو ظاہر کرتی ہیں—جب طاقتور طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ظلم کو، ”اصلاح“ کا نام دیتا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے تجزیہ

اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جو مساوات، عدل، اور رحم دلی پر قائم ہے۔  
قرآن مجید میں فرمایا گیا: بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی، اور ظلم سے منع کرتا ہے۔<sup>15</sup>  
اسلام نے طبقاتی تقسیم کو ختم کرنے کے لیے زکوٰۃ، صدقات، اور انفاق فی سبیل اللہ کا نظام دیا تاکہ دولت چند ہاتھوں میں  
محدود نہ رہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے  
وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔<sup>16</sup>

یہ تعلیمات بتاتی ہیں کہ معاشرتی امن کا انحصار عدل اجتماعی اور ہمدردی پر ہے، نہ کہ استحصال اور طبقاتی تفاوت پر۔  
سماجی بد امنی کے اثرات

معاشرتی اعتماد کا زوال: لوگ ایک دوسرے پر اعتماد کھود دیتے ہیں۔

معاشی عدم استحکام: سرمایہ کاری، تجارت، اور روزگار متاثر ہوتا ہے۔

سیاسی افراطی: عوامی احتجاج اور ریاستی طاقت میں تصادم۔

اخلاقی زوال: جھوٹ، دھوکہ، رشوت اور ظلم عام ہو جاتے ہیں۔

تعلیمی و فکری انحطاط: نوجوان مایوس ہو کر شدت پسندی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات، انسانی ہمدردی، اور سماجی انصاف کے اصولوں کو بنیاد بنا کر ہی ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے جو نہ

صرف پر امن ہو بلکہ حقیقی معنوں میں فلاحی ریاست کا نمونہ بنے۔

تاہم، ان میں سے بیشتر جرائم سماجی، معاشی اور مذہبی اسباب کے مجموعے سے پیدا ہوتے ہیں۔

جرم کے اسباب (Causes of Crime)

جرائم کے اسباب متنوع اور کثیر الجہتی ہیں۔ خیبر پختونخوا کے تناظر میں ان اسباب کو درج ذیل زمروں میں تقسیم کیا جا  
سکتا ہے:

معاشی اسباب:

غربت، بے روزگاری، مہنگائی اور وسائل کی کمی افراد کو غیر قانونی ذرائع اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

تعلیمی و فکری اسباب:

دینی و اخلاقی تربیت کا فقدان اور جدید تعلیم سے دوری معاشرتی انحطاط پیدا کرتی ہے۔

سماجی و خاندانی اسباب:

خاندانی جھگڑے، دشمنیاں، اور قبائلی انتقام کارہجان پرانے نظام عدل کی کمزوری کی علامت ہے۔

دینی و اخلاقی کمزوری:

جب ایمان و اخلاق کی بنیاد کمزور ہو جائے تو فرد جرم کو گناہ نہیں سمجھتا، بلکہ معمولی عمل تصور کرتا ہے۔

انتظامی اسباب:

قانون نافذ کرنے والے اداروں کی نااہلی یا بد عنوانی بھی جرائم کو فروغ دیتی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے جرم کی روک تھام (Crime Prevention in Islam)

اسلام جرم کے خاتمے کے لیے صرف سزا پر انحصار نہیں کرتا بلکہ اصلاح، تربیت اور احتساب کے جامع اصول پیش کرتا ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ" (بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔<sup>17</sup>)

اسلامی تعلیمات کے مطابق جرم کی روک تھام کے چار بنیادی اصول ہیں:

عقیدے کی اصلاح: ایمان کا پختہ ہونا انسان کو گناہ سے روکتا ہے۔

اخلاقی تربیت: سچائی، دیانت، عفو، اور صبر جیسے اوصاف فرد کو جرم سے دور رکھتے ہیں۔

عدل و مساوات کا قیام: جب معاشرے میں انصاف ہو تو جرم کارہجان کم ہوتا ہے۔

تادیبی نظام: حدود، قصاص اور تعزیرات کے نفاذ سے سماج میں عبرت پیدا ہوتی ہے۔

ان تمام جرائم کو روکنے کے لئے مفتیان کرام کیسے کام کرتے ہیں

مفتیان کرام اسلامی معاشرے میں شرعی رہنما، فتویٰ دہندہ، اور اخلاقی ضابطہ بیان کرنے والے اہم اثاثہ ہیں۔ جب

معاشرے میں چوری، ڈکیتی، اغوا برائے تاوان، منشیات، دہشت گردی، بد عنوانی یا طبقاتی انتقام جیسی برائیاں بڑھی ہوں

تو مفتیان کرام کے کردار کی افادیت بار بار سامنے آتی ہے۔ یہ مقالہ اس بات کا مفصل بیان ہے کہ مفتیان کرام کس

اصول، طریقہ کار، ادارہ جاتی اور سماجی انداز سے ان جرائم کی روک تھام میں فعال کردار ادا کر سکتے ہیں، ان کی حدود کیا

ہیں، اور کن عملی تجاویز سے ان کی خدمات کو زیادہ موثر بنایا جاسکتا ہے۔

دینی و اخلاقی تعلیم کے ذریعے شعور بیدار کرنا

مفتیان کرام سب سے پہلے علم و تربیت کے ذریعے لوگوں کے ضمیر اور اخلاق پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جمعہ کے خطبات، مدارس میں دروس، وعظ و نصیحت، اور کبھی خانقاہ یا مذہبی محافل میں براہ راست گفتگو کے ذریعے وہ درج ذیل کام کرتے ہیں:

گناہ اور جرم کے دینی احکام واضح کرتے ہیں، چوری، غبن، ظلم، قتل، نشہ آوری وغیرہ کی حرمت اور ان کے سماجی نتائج بیان کرتے ہیں۔

عدل، ہمدردی، صبر، اور معافی کے اسلامی اصولوں کو عام کرتے ہیں تاکہ انتقام کے ذہن کو نرم کیا جاسکے۔  
رسمی اور روزمرہ سوالات کے ذریعے لوگوں کے اخلاقی شبہات دور کرتے ہیں (فتاویٰ) تاکہ لوگ غیر قانونی عمل کو شرعی جواز نہ دیں۔

یہ کام وقتی نہیں بلکہ تسلسل طلب ہے مسلسل وعظ و نصیحت سے سماجی ضمیر متاثر ہوتا ہے اور بہت سی قابل تلافی رویے رکتے ہیں۔

فتوے اور شرعی رہنمائی (Dar ul-Ifta کا عملی کردار)

فتویٰ ایک مؤثر علمی آلہ ہے۔ مفتی جب کسی نئی ذہنی کشمکش یا جرم کے نئے پیرائے پر شرعی موقف واضح کرتے ہیں تو لوگوں کو فیصلہ سازی میں راہنمائی ملتی ہے:

جدید نوعیت کے جرائم (آن لائن فراڈ، منشیات کے جدید طریقے) پر بروقت فتوے جاری کرنا۔  
جرائم کے مرتکبین کے لیے توبہ، کفارہ یا سماجی خدمات کی ہدایات دینا، تاکہ سزا کے ساتھ ساتھ اصلاح کا راستہ بھی کھلے۔  
خاص معاملات میں فریقین کو قانونی اور شرعی متبادل (مثلاً صلح، کفالت، اور معاہدے) تجویز کرنا۔  
فتویٰ عوامی سطح پر قانونی و شرعی دونوں حوالوں سے اخلاقی دیوار قائم کرتا ہے جو غیر قانونی عمل کی نفی کرتا ہے۔

اصلاحی اور نفسیاتی خدمات (Counseling & Rehabilitation)

مفتیان کرام اکثر نفسیاتی اور اصلاحی کردار بھی نبھاتے ہیں، خصوصاً جہاں جرم کا تعلق منشیات یا معاشرتی بدشگونی سے ہو:  
نشے کے عادیوں کے لیے دینی بنیاد پر رہیب پروگرام—قرآن و دروس، روحانی مشاورت، اور کمیونٹی سپورٹ گروپس۔

گھریلو تشدد، خاندانی جھگڑے یا صدمے کا شکار افراد کے لیے مشاورت: تاکہ انہی نفسیاتی بنیادوں کو جنہوں نے جرم کو جنم دیا ہے، دور کیا جائے۔

نوجوانوں کے ساتھ مضبوط رابطہ: نوجوانوں کی رہنمائی، اخلاقی تربیت اور روزگار یا ہنرمندی کی ترغیب۔  
یہ اصلاحی کوششیں جرائم کے تکرار کو کم کرتی ہیں اور مجرم کو معاشرے میں واپس لانے میں مدد دیتی ہیں۔  
مصالحی کردار اور تنازعہ حل کرنا (Mediation)  
قبائلی اور دیہی علاقوں میں مفتی اور علماء اکثر مصالحت نامہ ثالث بن کر کام کرتے ہیں:  
خاندانی وزمین کے تنازعات میں ثالثی اور صلح کا کردار— جس سے انتقامی سلسلے ٹکرتے ہیں اور خون ریزی کم ہوتی  
ہے۔ جس کی وجہ سے پورے پاکستان میں جرائم کے ریشو کے حساب سے کم چلا آ رہا ہے۔  
جرگہ اور درالافتاء کے تعاون سے غیر رسمی عدل کا متبادل پیش کرنا، اگرچہ یہ ریاستی قانون کا نعم البدل نہیں مگر فوری تنازعات کو پرامن  
انداز میں حل کرتا ہے۔

متاثرین اور مجرمین کے درمیان مصالحت کے طریقے ترتیب دینا، مثلاً مالی معاوضہ، اجتماعی معافی، اور تعمیر نو کے  
منصوبے۔

مصالحی عمل میں مفتیان کرام کا اعتماد بنیادی حیثیت رکھتا ہے— عوام کا ان پر اعتماد انہیں مؤثر ثالث بناتا ہے۔  
سماجی خدمات، خیرات اور فلاحی مداخلت

اہلیت سازی (Capacity Building) اور جدید تربیت

مفتیان کرام کی موثر شمولیت کے لیے انہیں جدید تربیت فراہم کرنا ضروری ہے:  
نفسیاتی مشاورت، سماجی ورک، اور بحالی کے طریقے سکھانے کے کورسز۔  
قانون، انسانی حقوق اور فوجداری نظام کی بنیادی معلومات تاکہ وہ ریاستی نظام کے اندر رہ کر بہتر رہنمائی کر سکیں۔  
میڈیا اسکین اور ڈیجیٹل کمیونیکیشن کی ٹریننگ۔  
یہ اہلیت سازی مفتی کو جدید چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل بناتی ہے۔  
چیلنجز اور حدود

مفتیان کرام کے رول میں کچھ حقیقی حدود بھی ہیں جنہیں سمجھنا ضروری ہے:  
قانونی حدود: مفتی کوئی ریاستی جج یا پولیس افسر نہیں، ان کے فیصلے قانون نافذ کرنے والی قوت کے برابر نافذ نہیں  
ہوتے۔

سیاسی فرقہ وارانہ دباؤ: بعض اوقات مذہبی رہنماؤں پر سیاسی دباؤ یا فرقہ وارانہ کشیدگی اثر انداز ہوتی ہے۔

وسائل کی کمی: بڑے پیمانے پر ریہیب مراکز یا سکیمیں چلانے کے لیے مالیات و انتظامی وسائل درکار ہیں۔  
اعتدال میں فرق: معاشرے کے اندر مختلف مکاتبِ فکر کے مفتیان مختلف آراء دے سکتے ہیں، جو اجتماعی پیغام میں  
منتشرین لاسکتی ہیں۔

مفتیان کرام نہ صرف دینی رہنمائی کرتے ہیں بلکہ اصلاحی و سماجی مصلح کے طور پر بھی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کا فتویٰ  
جرم اور گناہ کے فرق کو واضح کرتا ہے اور لوگوں میں قانونی و شرعی آگہی پیدا کرتا ہے۔  
مفتی کی خدمات درج ذیل پہلوؤں میں نمایاں ہیں:

شرعی رہنمائی: فتوؤں کے ذریعے عوام کو یہ شعور دینا کہ جرم صرف قانونی نہیں بلکہ شرعی لحاظ سے بھی گناہ ہے۔  
اصلاحی خطبات: جمعہ و اجتماعات میں اخلاقی اصلاح، صبر، اور عفو کی تعلیم دینا۔  
تنازعات کا حل: دارالافتاء یا جرگہ کی سطح پر مصالحتی فیصلوں کے ذریعے جھگڑوں کو پر امن طور پر حل کرنا۔  
جرائم کی تادیب: فتوے کے ذریعے گناہگار کو توبہ، کفارہ یا سماجی خدمت کی ترغیب دینا۔  
سماجی بیداری: منشیات، بد عنوانی، بے حیائی، سود، اور فحاشی کے خلاف اجتماعی شعور پیدا کرنا۔

### عملی سفارشات (Policy & Practice Recommendations)

مفتیان کرام کی خدمات کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے چند عملی سفارشات پیش ہیں:

دراۃ الافتاء نیٹ ورک: ہر سطح پر دارالافتاء کانٹریکٹ ورک قائم ہو جو پولیس، صحت اور تعلیم کے اداروں سے منسلک کرے۔  
فیڈبیک سسٹم: مفتیان کو نفسیات، مشاورت اور جدید قانونی معلومات میں تربیت دی جائے۔  
مسجد مبنی ریہیب مراکز: مساجد کو بحالی مراکز یا کم referral hubs بنایا جائے۔  
پبلک / پرائیویٹ شرکائیں: NGOs اور سرکاری محکموں کے ساتھ شراکت میں فلاحی، تعلیمی اور روزگار پروگرام چلائے جائیں۔  
مربوط M&E فریم ورک: ان مداخلتوں کا ناپ تول (monitoring & evaluation) کیا جائے۔ مثلاً فتوؤں کی  
رسائی، ریہیب میں کامیابی کی شرح، تنازعہ حل کی تعداد وغیرہ۔

نتیجہ

مفتیان کرام معاشرتی امن کے ایک کلیدی ستون ہیں۔ ان کی دینی اتھارٹی، مقامی اعتماد اور اخلاقی رہنمائی معاشرتی  
برائیوں، چاہے وہ منشیات ہوں، چوری، اغویا شدت پسندی — کے خلاف ایک طاقتور قوت بن سکتی ہے بشرطیکہ وہ  
جدید تربیت، ریاستی حمایت، اور سماجی شراکت عمل کے ساتھ منسلک ہوں۔ جرم کی روک تھام کے لیے مذہبی رہنماؤں  
کا کردار صرف وعظ و نصیحت تک محدود نہیں، بلکہ وہ اصلاحی، ریہیب، ثالثی، اور پالیسی ساز سطح پر بھی فعال کردار ادا کر

سکتے ہیں۔ مشترکہ منصوبہ بندی، وسائل کی فراہمی اور باقاعدہ اشتراکِ عمل سے مفتیانِ کرام نہ صرف جرم کی شرح گھٹا سکتے ہیں بلکہ ایک اخلاقی، مہذب اور پرامن معاشرے کی تعمیر میں مؤثر حصہ ڈال سکتے ہیں۔

خیر پختو نخواستہ جیسے مذہبی اور قبائلی معاشرے میں جرائم کی روک تھام محض پولیس یا عدالتوں کا کام نہیں بلکہ سماجی و دینی قیادت کا بھی فریضہ ہے۔ مفتیانِ کرام، اپنی علمی بصیرت، دینی اثر اور عوامی اعتماد کی بنیاد پر ایسے معاشرتی کردار ادا کر سکتے ہیں جو جرائم کے اسباب کو جڑ سے ختم کر دیں۔ ان کے اصلاحی فتوے، خطبات، اور دینی تربیت ایسے مؤثر ذرائع ہیں جن سے نہ صرف فرد بلکہ پورے معاشرے کی سمت درست کی جاسکتی ہے۔

لہذا، جرائم کی روک تھام کے سلسلے میں مفتیانِ کرام کے کردار کو نہ صرف تسلیم کرنا چاہیے بلکہ اسے پالیسی سطح پر فروغ دینا بھی وقت کی ضرورت ہے۔

الحواشی

<sup>1</sup> الدر المختار وحاشیة ابن عابدين (رد المحتار) كتاب السرقة. باب قطع الطريق، ۴ / ۱۱۳ - ۱۱۷، ط: دارالفکر - بیروت

<sup>2</sup> بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (كتاب الحدود، فصل في شرائط جواز إقامة الحدود، ۷ / ۵۷، ط: دارالکتب العلمیة

<sup>3</sup> البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۸ / ۳۴۴، ط: دار الکتب الإسلامیة)

<sup>4</sup> رد المحتار علی الدر المختار کتاب السرقة، باب قطع الطريق، ۴ / ۱۱۷، ط: دار الفکر)

<sup>5</sup> سنن نسائی، رقم الحدیث: ۴۰۸۱، ۷ / ۱۱۳، ط: مکتب المطبوعات الإسلامیة - حلب

<sup>6</sup> صحیح مسلم، ۱ / ۸۷، رقم الحدیث: ۲۲۵ (۱۴۰)، ط: دار الطباعة العامرة - ترکیا)

<sup>7</sup> سنن نسائی، (کتاب تحریم الدم، من قاتل دون أهله، ۷ / ۱۱۶، ط: مکتب المطبوعات الإسلامیة - حلب

<sup>8</sup> رد المحتار علی الدر المختار کتاب السرقة، باب قطع الطريق، ۴ / ۱۱۷، ط: دار الفکر - بیروت)

<sup>9</sup> فتاویٰ ہندیہ کتاب الجنایات، الباب الثانی، ۶ / ۷، ط: دار الفکر)

<sup>10</sup> فتاویٰ ہندیہ کتاب السرقة، الباب الرابع فی قطاع الطريق، ۲ / ۱۸۸، ط: دار الفکر)

<sup>11</sup> (النحل: 126)

<sup>12</sup> صحیح مسلم

<sup>13</sup> البقرہ: 195

<sup>14</sup> (سورة البقرہ: 11-12)

<sup>15</sup> (النحل: 90)

<sup>16</sup> بخاری کتاب الایمان، حدیث نمبر ۱۳

<sup>17</sup> [النحل: 90]

1. Al-Durr al-Mukhtar wa Hashiyat Ibn Abidin (Radd al-Muhtar), *Kitab al-Sariqah, Bab Qat' al-Tariq*, 4/113–117, Dar al-Fikr, Beirut.
2. Bada'i al-Sana'i fi Tartib al-Shara'i, *Kitab al-Hudud, Fasl fi Shara'it Jawaz Iqamat al-Hudud*, 7/57, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah.
3. Al-Bahr al-Ra'iq Sharh Kanz al-Daqa'iq, 8/344, Dar al-Kitab al-Islami.
4. Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar, *Kitab al-Sariqah, Bab Qat' al-Tariq*, 4/117, Dar al-Fikr.
5. Sunan al-Nasa'i, Hadith No. 4081, 7/113, Maktab al-Matbu'at al-Islamiyyah, Halab.
6. Sahih Muslim, 1/87, Hadith No. 225 (140), Dar al-Tiba'ah al-'Amirah, Turkey.
7. Sunan al-Nasa'i, *Kitab Tahrim al-Dam, Man Qatala Duna Ahlihi*, 7/116, Maktab al-Matbu'at al-Islamiyyah, Halab.
8. Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar, *Kitab al-Sariqah, Bab Qat' al-Tariq*, 4/117, Dar al-Fikr, Beirut.
9. Fatawa Hindiyyah, *Kitab al-Jinayat, al-Bab al-Thani*, 6/7, Dar al-Fikr.
10. Fatawa Hindiyyah, *Kitab al-Sariqah, al-Bab al-Rabi' fi Qutta' al-Tariq*, 2/188, Dar al-Fikr.
11. Surah al-Nahl: 126
12. Surah al-Baqarah: 195
13. Surah al-Baqarah: 11–12
14. Surah al-Nahl: 90
15. Sahih Muslim
16. Sahih al-Bukhari, *Kitab al-Iman*, Hadith No. 13